احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعرات 2۔ اکتوبر 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org

email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعرات 2۔ اکتوبر 2014ء 6 ذوالحج 1435 ہجری 2۔ اخاء 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 225

اِک زلزلہ

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اک جھپک میں یہ زمیں ہوجائے گی زیروزبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیروزبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں 16 راگست 1906ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ [15] چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانمان ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہوسکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کے کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یادرہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وما کنا معذبین.......... اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22ص 267)

ہر فرد بدی کو ختم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”کسی ایک بدی یا بدیوں کا خاتمہ تبھی ہوسکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔ ایک معاشرہ ہے، جماعت ہے پھر جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ اس کے لئے کوشش کرے۔ اگر ہر کوئی اپنی تعریف کے مطابق نیکی اور بدی کرے گا تو پھر ایک شخص ایک بات کو بدی سمجھ رہا ہوگا یا بڑی بدی سمجھ رہا ہوگا تو دوسرا اس کو چھوٹی بدی سمجھ رہا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ تیسرا ان دونوں سے مختلف سوچ رکھتا ہو، تو پھر معاشرے سے بدیاں ختم نہیں ہوسکتیں۔ بدیاں تبھی ختم ہوں گی جب سب کی سوچ کا دھارا ایک طرف ہو، مثلاً (۔) کی اکثریت جو ہے وہ تمام گناہوں سے بدتر بلکہ شرک سے بھی بڑا (گناہ) سؤر کا گوشت کھانے کو سمجھتی ہے۔ ہر بدمعاش، چور، زانی لٹیرا یہ سب کام کرنے کے بعد اپنے آپ کو (۔) کہے گا، لیکن اگر کہو کہ سؤر کھالو تو کہے گا میں (۔) ہوں۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے، میں کس طرح سؤر کھا سکتا ہوں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ (۔) میں مجموعی طور پر یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ سؤر کھانا گناہ ہے اور حرام ہے۔ اس معاشرہ میں رہنے اور پیدا ہونے اور پلنے اور بڑھنے کے باوجود یہاں کے جو (۔) ہیں۔ ان میں ننانوے اعشاریہ نو فیصد (۔) جو ہیں سؤر کے گوشت سے کراہت کرتے ہیں۔ پس یہ اس احساس کی وجہ سے ہے جو اجتماعی طور پر (۔) میں پیدا کیا گیا ہے“۔ (روزنامہ الفضل 28 جنوری 2014ء)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ پاکستان)

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عیدالاضحیٰ کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بالتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں۔

قربانی بکرا -/16000 روپے

قربانی حصہ گائے -/8000 روپے

(نائب ناظر ضیافت ربوہ)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

دنیا کا امن خدا کی محبت اور قرب کے بغیر نہیں ہو سکتا

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 9رستمبر 1924ء کی رات کو ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین کے اجلاس منعقدہ گلڈ ہاؤس (لندن) میں بزبان انگریزی جو لیکچر دیا یہ اِس سفر کا پہلا انگریزی لیکچر تھا۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ از انوار العلوم جلد 8 ہدیۂ قارئین ہے۔

صدر مجلس! بہنو! اور بھائیو! گو آج آپ ایک اور لیکچر کے سننے کے لئے جمع ہوئے ہیں مگر مسٹر کے این داس گپتا ڈائریکٹر آف دی یونین آف دی ایسٹ اینڈ ویسٹ نے چونکہ مہربانی سے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں بھی چند منٹ کے لئے بولوں اس لئے میں بھی اپنے چند خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سوسائٹی کی اصل غرض کے سوا اور کوئی مضمون ایسا لطیف نہیں ہوگا جس کے متعلق میں آج آپ لوگوں کے سامنے کچھ کہوں۔ اس سوسائٹی کی غرض جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے مشرق ومغرب کے درمیان اتفاق ہے اور اس غرض سے مجھے خاص طور پر دلچسپی ہے کیونکہ مَیں جس بزرگ کی پیروی کا فخر کرتا ہوں اور جس کی نیابت کا عہدہ خدا تعالیٰ نے محض بندہ نوازی سے مجھے عطا فرمایا ہے اس کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تمام دنیا سے فساد کو دور کرے اور سب لوگوں میں محبت اور پیار کی روح پھونکے۔ اس کے عہدوں میں سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ایک ''سلامتی کا شہزادہ'' بھی تھا کیونکہ وہ سب دنیا کو سلامتی دینے کے لئے آیا تھا۔ پس مجھے اور ہر ایک میرے ہم مذہب کو اس امر کو دیکھ کر کہ کوئی جماعت اس فرض کو پورا کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے جس کے لئے ہمارا امام بھیجا گیا تھا نہایت ہی خوشی پہنچتی ہے۔ پس طبعاً مجھے آپ کی ایسوسی ایشن سے ایک اُنس ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے اور آپ کی ہمتوں کو بلند کرے۔

بہنو! بھائیو! میں ایک بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جو یقیناً آپ کے کام میں ممد ہوگی اور جس کے بغیر حقیقی کامیابی مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو اسی ہستی کی طرف قدم بڑھانا چاہئے جو تمام عالم خلق کے لئے بطور مرکز کے ہے۔ ایک دائرہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ تمام بعد مرکز سے بعد کی وجہ سے ہوتے ہیں اور جوں جوں ہم مرکز کے قریب ہوتے جائیں خواہ ہم کسی جانب سے بھی کیوں نہ چلے ہوں ہم ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر ہم مرکز تک پہنچنے کی توفیق پالیں پھر تو ہم میں کوئی جدائی رہتی ہی نہیں۔

اس تمام عالم خلق کا مرکز خدا ہے اور بغیر اس کی کامل محبت کے اور اس کے قرب کے ہم حقیقی اتحاد پیدا نہیں کر سکتے۔ جھگڑے تب ہی پیدا ہوتے ہیں جب کہ ہم اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس کی کامل محبت ہمارے دلوں کو نفرت اور حقارت کے جذبات سے بالکل خالی کر دیتی ہے۔ لوگ ضرب المثل کے طور پر بھائیوں کی محبت کو پیش کرتے ہیں مگر یہ محبت کس سبب سے ہے؟ اسی لئے کہ ان کے وجود میں لانے والی ہستی ایک ہے۔ اولاد کا ماں سے یا باپ سے تعلق ان کے باہمی تعلقات کو مضبوط کر دیتا ہے اسی طرح جب لوگ خدا تعالیٰ کی محبت کو دوسری باتوں پر ترجیح دیں گے تو ان کے باہمی تعلقات مضبوط ہوں گے اور وہ محسوس کریں گے کہ جب ان سب کا پیدا کرنے والا ایک ہے اور وہ ایک ہی ہستی کے دامن رحمت کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی نسبت نفرت اور حقارت کے جذبات کو پیدا ہونے دیں۔

دنیا کا امن دنیا کے لوگوں کے ذریعہ نہیں ہو سکتا کیونکہ صلح کرانے والا یا مغربی ہوگا یا مشرقی اور اس وجہ سے ایک یا دوسری قوم اس کی کوششوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھے گی۔ صلح اس ہستی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے بلکہ سب جہتوں سے پاک ہے۔ اسی ذات کی طرف قدم بڑھانے سے ہم درحقیقت ایک دوسرے کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور جو اس کی طرف سے آئے وہی ہم کو جمع کر سکتا ہے کیونکہ وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ مشرقی یا مغربی نہیں کہلا سکتا بلکہ جو اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی مشرق ومغرب کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

میں سخت حیران ہو جاتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ بلا وجہ بے سبب قومیں آپس میں کیوں عداوت کرتی ہیں۔ رہائش کی جگہ کے اختلاف اور دلی منافرت اور عداوت کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ کیا کوئی ملک ہے جو سب دنیا کی آبادی کو جمع کر سکا ہے۔ کیا یورپ یا اس کے مختلف بلاد امریکہ، افریقہ اور ایشیا کی آبادی کو جگہ دے سکتے ہیں۔ کیا افریقہ امریکہ یا ایشیا دوسرے براعظموں کی آبادی کو سنبھال سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو جو بعد محض ضرورت کی وجہ سے ہے اور جس کا علاج کسی کے پاس نہیں اس کے سبب سے اس قدر جھگڑا اور لڑائی کیوں ہے۔

میں مذہبی، تمدنی اور علمی اختلاف کو دیکھتا ہوں تو بھی وجہ اختلاف کی نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی قوم دوسری قوموں سے مذہبی، تمدنی یا علمی ترقی میں بڑھی ہوئی ہے تو اس کو دوسری قوموں کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ اس سے نفرت کرنی چاہئے۔ ایک گرے ہوئے بھائی کی حالت کو دیکھ کر ایک شریف آدمی کے دل میں اظہار ہمدردی پیدا ہوتا ہے یا اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دوستی تو وہی ہے جو تکلیف کے وقت میں ظاہر ہو نہ کہ وہ جس کا اظہار آرام وراحت کے زمانہ میں کیا جائے۔

پھر جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے قوموں کی ترقیات اور ان کے تنزل دوری ہیں۔ آج ایک قوم ترقی کرتی ہے کل دوسری۔ کون سی قوم ہے جس نے شروع دنیا سے علم کی مشعل کو اونچا رکھا ہو۔ پھر کس قوم کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ دنیا کی ہر ایک قوم ایک دوسرے کی شاگرد ہے۔ باری باری سب ہی استادی اور شاگردی کی جگہیں تبدیل کرتے چلے آئے ہیں پھر یہ اختلاف اور منافرت کیوں ہے اس وجہ سے کہ لوگ اپنے آپ کو اس دنیا میں محدود سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے جہات کا اختلاف اور حالتوں کا تغیر ان کے قلوب پر برا اثر ڈالتا ہے۔ جس دن دنیا کا یہ نقطہ نگاہ بدلا اسی دن سے صلح اور امن کا دور شروع ہو جائے گا۔

بہنو! اور بھائیو! آؤ ہم اپنی نظر کو ذرا اونچا کریں اور دیکھیں کہ ہم صرف اس دنیا کے ساتھ جو سورج کے گرد زمین کی گردش کی وجہ سے مشرق ومغرب میں منقسم ہے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ہماری جگہ بہت وسیع ہے۔ ہم اس خدا سے تعلق رکھتے ہیں جو تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس ہمارا مقام سورج سے بھی اونچا ہے اور مشرق ومغرب ہمارے غلام ہیں نہ کہ ہم مشرق ومغرب کے غلام۔ ہم سمجھ دار ہو کر ان باتوں سے کیوں متاثر ہوں جو صرف نسبتی اور وہمی ہیں۔ مشرق ومغرب کا سوال لوگوں کے امن کو برباد کر رہا ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ وہ مغرب کہاں ہے جو کسی دوسری جہت سے مشرق نہیں اور وہ مشرق کہاں ہے جو کسی دوسری جہت سے مغرب نہیں۔ آؤ ہم اپنے آپ کو ان وہموں سے اونچا ثابت کریں اور اس مرکز خلق کی طرف توجہ کریں جو سب کو جمع کرنے والا ہے۔

(الفضل 7راکتوبر 1924ء)

☆......☆......☆

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡس ...... ﴿الحج:31﴾

پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

☆حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''تمہیں سچ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔''

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب قبح الکذب وحسن الصدق و فضلہ)

☆سیدنا حضرت مسیح موعود جھوٹ سے اجتناب کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ ﴿الحج:31﴾

دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے۔ اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے؛ ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بَجز مُلمّع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے، تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں۔ تب جا کر سچ بولنے کی عادت اُن کو ہوگی۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 266)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مذکورہ قرآنی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جھوٹ سے اجتناب کرو۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جھوٹ آپ کو عبادتِ الٰہی سے دور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......(سورۃ الحج:31) یعنی جھوٹ بولنے والے شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مشکلات میں مبتلا ہوتے ہی خیال کرتے ہیں کہ جھوٹ ہی ہے جو اُن کی نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔ حقیقی عبادت گزار سچ پر پوری طرح سے کاربند رہتا ہے۔ اگر جھوٹ بولنے سے کوئی نقصان بھی پہنچتا ہو تو بھی اُسے برداشت کرنا چاہئے۔ بہرحال نقصان تو کئی انداز سے ہو سکتا ہے اور اُسے برداشت بھی کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر نقصان بھی ہو جائے بلکہ سچ بولنے پر کوئی سزا بھی مل جائے تو اُسے خلوصِ دل سے برداشت کریں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے کو شرک کے موافق قرار دیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں خدا کی رضا کا حصول ممکن ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ عمل خدا کی رضا کے لئے تھا۔ اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا۔''

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ غانا 17راپریل 2008ء)

☆............☆............☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ......مطبع: ضیاء الاسلام پریس ......مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ......قیمت 5 روپے

خطبہ عیدالاضحیہ

(قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں قربانی کی اصل حقیقت اور حکمت کا ایمان افروز بیان)

دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں

حقیقی عید انہی کی ہوتی ہے جو قربانی کے فلسفہ کو سمجھ کر ایک ماہ کی ذاتی قربانی کے دور سے گزر کر عید مناتے ہیں۔ عیدالفطر ایک ذاتی قربانی کی عید ہے اور عیدالاضحیہ جماعتی اور قومی قربانی کی عید ہے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونا اس کے احکامات کی تعمیل اور اپنی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا ہے

حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں نے اصل میں وہ قربانیاں کرنے والا انسان پیدا کیا جو انسان کامل کہلایا۔ اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے رہتی دنیا تک اپنا اسوہ حسنہ چھوڑ گیا

خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍دسمبر 2008ء بمطابق 9؍فتح 1387 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیدالاضحیہ منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں، پاکستان، ہندوستان میں اسے قربانی کی عید اور بڑی عید بھی کہا جاتا ہے۔ گو یہ قربانی کی عید کہلاتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو عیدالفطر بھی ایک قربانی کی عید ہے۔ جس کے منانے سے پہلے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ایک مہینہ تک اپنے آپ کو خاص اوقات میں جائز کاموں سے بھی روکے رکھتا ہے۔ اپنے بہت سے حقوق کی قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بہتر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے اس قربانی کا حق ادا کرنے کے لئے مدد مانگ رہا ہوتا ہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر ایسے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے ہوتے ہیں جو عام حالات میں شاید فجر کی نماز کے لئے ہی جاگتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے عرصہ کے اختتام پر اس ماہ کے آخر میں جو رمضان کا مہینہ کہلاتا ہے عید منانے کا حکم دیا ہے کہ اچھے کپڑے پہنو، کھاؤ پیو، ایک جگہ جمع ہو اور دو رکعت عید کی نماز ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اس دن وہ لوگ (عید مناتے ہیں) جو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کی بھی قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ دن کے ایک حصہ میں بھوک پیاس اور دوسرے جذبات کی قربانی دے رہے ہوتے ہیں جو مختلف موسموں کے لحاظ سے روزانہ دس سے اٹھارہ گھنٹے تک کی قربانی ہے۔ پھر راتوں کو خاص اہتمام کے تحت عبادتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنی راتوں کو زندہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس قربانی سے پھر مومنوں کی زندگیوں میں ایسے انقلاب آجاتے ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں اور ایک نئے دور اور ایک نئی دنیا میں وہ چلے جاتے ہیں۔ اپنے نفس کی قربانی کرنے کی انہیں عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اس اہتمام سے قربانی نہیں کی ہوتی جس اہتمام سے ایک مومن کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ اسی طرح عید منا رہے ہوتے ہیں جس طرح حقیقی قربانی صرف انہی لوگوں نے کی ہے۔ بہرحال ان کی عید ایک تہوار منانے کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ حقیقی عید انہی کی ہوتی ہے جو قربانی کے فلسفہ کو سمجھ کر ایک ماہ کی ذاتی قربانی کے دور سے گزر کر عید مناتے ہیں۔ بہرحال مَیں ذکر کر رہا تھا کہ یہ عید جو ہم آج منا رہے ہیں یہ قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ عیدالفطر بھی ایک قربانی کی عید ہے لیکن وہ ایک ذاتی قربانی کی عید ہے۔ اور یہ جو عیدالاضحیہ ہے یہ جماعتی اور قومی قربانی کی خوشی میں ہے۔ جو ذات یا جو چند لوگ اس عید کا سبب بننے میں شامل تھے ان کا مقصد بھی ایک قومی اور بین الاقوامی انقلاب لانا تھا۔ پس جس طرح حقیقی عیدالفطر انہی کی ہوتی ہے جو روحانیت میں ترقی کے لئے ذاتی قربانی کرتے ہیں (گو اس کا آخری نتیجہ بھی جماعت کا روحانی معیار بلند ہونے کی صورت میں نکلتا ہے)۔ اسی طرح حقیقی قربانی کی عید بھی انہی کی ہے جو اس روح کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنی قربانی کر کے کی۔ جو روح ان تینوں کی قربانی کے پیچھے کارفرما تھی اس کو سمجھنے کی ایک مومن کوشش کرتا ہے۔ ہم تبھی حقیقی عید منانے والے ہوں گے جب یہ روح سمجھنے والے ہوں گے۔ ورنہ بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کر کے ان قربانی کرنے والوں کی اکثریت تو صرف اپنی امارت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ لوگوں کے گھروں میں گوشت بھیجنا یا قربانی کرنا، جانور ذبح کرنا، لوگوں کی دعوت کرنا یہ اس قربانی کا مقصد نہیں ہے۔ بکروں، دنبوں، گائیوں یا اونٹوں کی قربانی سے کیا مقصد حاصل ہو رہا ہے سوائے اس کے کہ جانور ذبح ہو رہے ہیں۔ کیا ان قربانیوں سے (۔) کی خدمت ہوتی ہے؟ (۔) کی ترقی میں یہ ذبح کرنا کیا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ اس قربانی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ غریب کو کھانے کے لئے گوشت مل جاتا ہے۔ پھر سال میں ایک دفعہ غریب کو گوشت کھلا کر باقی سارا سال اس کی بھوک مٹانے کی طرف توجہ ہی نہ دینا کون سے ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے؟ بہت سے ملک ایسے ہیں جہاں گوشت کھلانے کے لئے یا گوشت دینے کے لئے کوئی ملتا ہی نہیں۔ یا اتنی قربانی ہو جاتی ہے کہ اس کا ڈسپوزل (Disposal) بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ حج پر جانے والے حاجیوں کی جو قربانیاں ہیں یہ بھی سنبھالی نہیں جاتیں۔ گو کہ غریب ملکوں کو یہ گوشت بھجوانے کا انتظام ہوتا ہے لیکن پھر بھی کتنے غریبوں کی بھوک مستقل طور پر مٹ جاتی ہے۔ مَیں افریقہ میں بھی رہا ہوں۔ غریب کو دو وقت کی روٹی کا محتاج ہی دیکھا ہے۔ پاکستان میں بھی بے شمار غریب ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو بھوکے سوتے ہیں۔ پھر یہ گوشت جو بظاہر اتنا وافر نظر آتا ہے دنیا کی بھوک نہیں مٹا سکتا۔ ہاں عید کے قریب جو جانور بیچنے والے ہیں ان لوگوں کے اس سے کاروبار چمک جاتے ہیں اور ان کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ وہ منہ مانگی قیمت اپنے جانوروں کی مانگ رہے ہوتے ہیں اور خریدنے والے لوگوں کو اپنی امارت اور پیسہ دکھانے کے لئے ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

عید کے دن جانوروں کی ظاہری قربانی جو ہم کرتے ہیں دراصل ہمیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ جس انقلاب لانے کے لئے جانوروں کی قربانی کا حکم ہوا یا جس کی یاد میں جانوروں کی قربانی کا حکم ہوا وہ صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح ہونے سے بچنا نہیں تھا بلکہ اس کے پیچھے ایک انقلاب لانے والی روح کارفرما تھی۔ صرف یہی نہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے سے بچنے کی یاد ہے جس کی خوشی میں ہم بکرے یا بھیڑیں یا دوسرے جانور ذبح کر رہے ہیں، اچھے کھانے بھی کھا رہے ہیں اور اچھے کپڑے بھی پہننے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حقوق العباد ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے، کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ (۔) کا ہر حکم بے شمار مقاصد اپنے اندر لئے ہوتا ہے۔ جب فرمایا کہ قربانی کرو تو اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کے تین حصے کرو اور اس میں سے ایک حصہ غریبوں کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے رکھو۔ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ یاد رہے کہ صرف اپنے نفس کے ہی حقوق نہیں ہیں بلکہ تمہارے رشتہ داروں کے جو تم پر حق ہیں ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ غرباء کے

بھی حقوق ہیں جن کی ادائیگی تم پر ضروری ہے۔ یہ حقوق عام حالات میں بھی ادا کرنے ہیں۔ غمی میں بھی ادا کرنے ہیں اور خوشی میں بھی ادا کرنے ہیں۔ ایک امیر آدمی عام حالات میں بعض دفعہ یہ خیال نہیں رکھتا کہ غریب کا بھی حق ادا کرنا ہے تاہم خوشی کے موقع پر دکھاوے کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔ لیکن حق کی ادائیگی کی طرف اکثر توجہ نہیں رہتی۔ تو اس میں یہ بتایا کہ تمہاری قربانی جو تم اس قربانی کی یاد میں کر رہے ہو جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کی تھی، اس وقت حقیقی قربانی کہلائے گی جب دوسروں کے حقوق بھی ادا کرو گے اور معاشرے کے غریب اور کمزور طبقہ کے حقوق بھی ادا کرو گے۔ اور اس کے لئے خاص طور پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں کی بھوک کا مستقل خیال رکھنے کے لئے کئی جگہ حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا (۔) (الحاقة: 35) یعنی جو اللہ سے دور ہٹے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ غریبوں کو کھانے کھلانے کی دوسروں کو ترغیب نہیں دیتے۔ نہ آپ کھلاتے ہیں نہ دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں۔ پس غریب کی بھوک مٹانا ایک مستقل حکم ہے نہ کہ سال کے سال بڑی عید کی خوشی میں گوشت کھلا دینا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے گوشت کا ایک حصہ غریبوں کو دینے کا حکم دیا ہے وہ اس لئے ہے کہ تمہاری خوشیاں تمہیں غریبوں کے حقوق کی ادائیگی سے دور نہ لے جائیں۔ اس لئے تمہاری قربانیوں میں تیسرا حصہ غریب کا ہے۔

زکوٰۃ میں ایک امیر آدمی کے لئے ایک خاص شرح سے رقم کی ادائیگی ہے اور اس کے لئے خاص شرائط ہیں۔ اسی طرح صدقہ خیرات ہے جو ہماری صوابدید پر چھوڑا گیا ہے کہ جتنا آسانی سے دے سکتے ہو دو۔ لیکن عید پر جانور کی قربانی میں یہ حکم ہے کہ جتنا تمہارا حصہ ہے اتنا ہی غریب کا حصہ ہے۔ اس لئے کہ بھوک مٹانا ہر (۔) کا فرض ہے۔ اپنے بھائی کا خیال رکھنا، اس کا حق ادا کرنا ہر (۔) کا فرض ہے۔ بعض دفعہ ایک عام آدمی بھی جس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی قربانی کر لیتا ہے۔ تو اسے یہ حکم ہے یہ یاددہانی ہے کہ امیر آدمی یا کوئی بھی ایسا شخص جسے قربانی کی توفیق ہے اپنے سے کم مالی حیثیت والے اور بھوکے کا خیال رکھے تا کہ قربانی کا وہ جذبہ قائم ہو جو حقوق العباد کی ادائیگی کی وجہ سے جماعت کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ جماعت کی بے چینیاں دور ہوتی ہیں۔ پس قربانیاں اور قربانی کی یہ عید رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (سورۃ الفتح: 30) کی روح کو مستقل قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس غریب کو گوشت دیں گے اس کے حالات کا بھی علم ہوگا اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ غریب ملکوں میں، پاکستان، ہندوستان یا افریقہ کے ممالک میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جب انہیں آپ گوشت بھجواتے ہیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کی حالت کیا تھی۔ پہلے تو کوئی پتہ نہیں ہوتا لیکن جب رابطہ ہو تو تب پتہ چلتا ہے کہ یہ گھر تو چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے سے فاقے پر تھا۔ یا کئی ہفتے سے انہوں نے گوشت کی شکل نہیں دیکھی تھی اور گوشت جانے سے ان کے گھر میں چولہا جلا ہے۔ اس وقت جب آپ تحفہ دیتے ہیں تو بعض دفعہ ایسا ہوا کہ گھر والوں کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ ان کی عجیب حالت ہو رہی ہوتی ہے۔ اور آج کل کے دور میں جب دنیا میں مالی بحران اور لڑائی زوروں پر ہے۔ مزدوریاں اور ملازمتیں بھی نہیں ملتیں۔ اپنے بچوں کو کھانا کھلانا ایک غریب آدمی کے لئے اتنا مشکل ہو گیا ہے کہ اخباروں میں خبریں آتی ہیں کہ اس کی وجہ سے بعض لوگ خودکشی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ پس یہ قربانی کی عید ایک تو یہ سبق دینے والی ہونی چاہئے کہ غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو، تا کہ بھوک مٹے اور صرف ایک وقت کے گوشت پر ہی اکتفا نہ کرو کہ غریب کو تھوڑا سا گوشت بھیج دیا اور یہ کافی ہو گیا بلکہ اگر اپنے آپ کو مستقل قربانی میں بھی ڈالنا پڑے تو ڈالو اور حقوق العباد کی مستقل ادائیگی کی طرف توجہ رکھو۔ تقویٰ سے کام لو کہ یہی ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو اس گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔

جماعتی نظام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستقل صدقات اور امداد کی مدیں ہیں۔ اس حوالہ سے ایک تو مَیں اس کی بھی تحریک کرتا ہوں کہ تمام دنیا کے صاحب حیثیت احمدیوں کو توجہ دینی چاہئے اور اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو تو خون اور گوشت کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ یہ خون اور گوشت کوئی انقلاب لا سکتے ہیں اگر صحیح طرح حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ (۔) (سورۃ الحج آیت: 38) کہ یاد رکھو ان قربانیوں کے خون اور گوشت ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے اور نہ پہنچ سکتے ہیں لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس یہ روح ہے جو ہماری قربانیوں کے پیچھے ہونی چاہئے۔

حقوق العباد کے ضمن میں ایک پہلو مَیں نے بھوک مٹانے کا بیان کیا ہے۔ اور بھی بہت سارے حقوق ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت میں اس کے لئے مختلف مدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدد ہوتی بھی ہے اور احباب جماعت کو اس طرف توجہ بھی دینی چاہئے۔ بہرحال حقوق العباد کئی ہیں اور اگر یہ حقوق ادا کئے جائیں تو تبھی جماعتی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ تبھی احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک جماعت ہیں، ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں اور پھر اس کے علاوہ قربانی کا جو سب سے بڑا مقصد ہے وہ، وہ انقلاب لانا ہے جس نے دنیا کی کایا پلٹنی ہے۔ ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہیں اس بیٹے کی جگہ مینڈھا قربان کر دو۔ تو نہ اس قربانی سے کوئی فرق پڑ سکتا تھا نہ ایک مینڈھے کی قربانی سے کوئی انقلاب آ سکتا تھا۔ یہ مینڈھے کی قربانی اس قربانی کی یاد دلانے کا ایک اظہار تھا اور آج تک ہے تا کہ کبھی مومن اپنے مقصد کو نہ بھولے۔

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ اِن قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن۔ جلد 23۔ صفحہ 482)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت (۔) میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99 حاشیہ)

تو یہ ہے حضرت مسیح موعود کا فرمان۔ پس یہ قربانی کا مادہ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اور پھر ذاتی طور پر نہیں بلکہ اپنے گھر کے ہر فرد کو اس کا فہم و ادراک کروانا ہے اور پھر جماعتی سطح پر ہر شخص کو اس قربانی کا ادراک ہونا چاہئے۔ اس سمت کا تعین کر کے جب اس طرف چلیں گے تو تبھی وہ تمام قربانیاں جو ہم کرتے ہیں انقلاب لانے کا باعث بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونا کیا ہے؟ اس کے احکامات کی تعمیل۔ اپنی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھی تھی کہ بیٹے کو قربان کر رہے ہیں۔ تو اس وقت تک انتظار کیا جب تک بیٹا خود اس قربانی میں حصہ دار بننے کے لئے تیار نہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیر دیتے جب وہ اپنے شعور کو نہ پہنچے تھے اور وہ قربانی ہو بھی جاتی تو کوئی ایسی بات نہیں تھی کیونکہ اس زمانہ میں انسانی قربانی کا تصور اور رواج تھا۔ جس طرح دوسرے باپ اپنے بچوں کو قربان کر دیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کر دیتے اور پتہ بھی نہ لگتا۔ بلکہ آج تک بعض مذاہب میں انسانی قربانی کا تصور ہے۔ صرف خدا یا بتوں پہ قربان نہیں کئے جاتے بلکہ بعض مذاہب اور روایات میں عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے قربان کر دی جاتیں۔ مثلاً ہندوؤں میں ایک رسم ہے جو ابھی بھی بعض جگہ پر قانون سے بچ کر جاری ہے۔ خاوند کے مرنے پر بیوی کو اس کے ساتھ ستی کر دیا جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ قربانیاں جو اس وقت کی جاتی تھیں یا اب بھی بعض مذاہب یا افریقہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا انسانی قربانی کا تصور ہے، کی جاتی ہیں۔ یہ قربانیاں کسی انقلاب لانے کا باعث بنتی ہیں؟ یا اس قربانی کی یاد میں جو کی جاتی ہیں خوشی منائی جاتی ہے؟ نہیں بلکہ ان قربانیوں سے تو بے چینیاں پھیلتی ہیں۔ کبھی قانون بنائے جاتے ہیں کہ قربانی نہ کی جائے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو قربانی کی وہ ایک مومن میں جذبہ پیدا کرتی ہے۔ ایک بیٹا باپ کی بات سن کر کہتا ہے (۔) (الصفت: 103) کیا خوبصورت جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی ذات کا فہم و ادراک رکھنے والے بیٹے کا یہ جواب ہے کہ اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر۔ انشاء اللہ تُو مجھے صبر کرنے والوں اور ایمان پر قائم رہنے والوں میں پائے گا۔ تو یہ قربانی تھی جس کے لئے باپ اور بیٹے نے خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بغیر کسی تردّد کے عملی قدم اٹھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء کہلاتے ہیں انہوں نے بیٹے کے بڑے ہونے کا انتظار کرنے تک جو وقت گزرا یا انتظار کیا وہ کسی تردّد کا اظہار نہیں تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ جو کام مَیں خدا کی ذات کے لئے کرنا چاہتا ہوں اس میں بیٹا بھی اپنی مرضی سے شامل ہو۔ ان کو پتہ تھا کہ یقیناً بیٹے کا جواب ہاں میں ہی ہوگا۔ یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ بیٹے کو بھی خدا تعالیٰ کی ذات کا فہم و ادراک ہے۔ بیٹے کو اس ثواب میں زیادہ سے زیادہ حصہ دار بنانا چاہتے تھے جو اس قربانی کے نتیجہ میں باپ بیٹے کو ملنا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مرضی کچھ اور تھی۔ اس واقعہ کے ساتھ، اس انسانی قربانی کے حکم ساتھ یا جو خواب دکھائی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اصل میں بغیر کسی مقصد کے انسان کی قربانی کی جو بدرسم جاری تھی اس کو بھی ختم کرنا چاہتا تھا۔ جب باپ نے بیٹے کو لٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے آواز دے کر، دونوں باپ بیٹے پر اپنے پیار کی نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ رُک جاؤ۔ (۔) (الصّٰفّٰت: 106) یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا۔ جو خواب تھی وہ پوری کر چکا۔ اب آج سے کوئی انسانی جان بلا مقصد جانوروں کی طرح ذبح نہیں کی جائے گی بلکہ اس قربانی کے رواج کو آج سے ہم ایک نیا اور خوبصورت رنگ دیتے ہیں۔ اس قربانی کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ مینڈھا ذبح کر دو اور اپنی قربانی ایک بامقصد قربانی بناؤ۔ جس کی ابتداء حقیقت میں اے ابراہیم تو اس وقت پوری کر چکا ہے جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بچے کے ساتھ بے آب و گیاہ جگہ پہ چھوڑ آیا

تھا تاکہ خداتعالیٰ کا نام بیابانوں میں بھی پھیل جائے۔تاکہ دنیا یہ گواہی دے کہ صرف باپ نہیں، صرف بیٹا نہیں بلکہ ماں بھی اس قربانی میں شامل ہے تاکہ دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ بیابانوں کو بھی شہروں میں بدل دیتا ہے۔تاکہ دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ یہ جگہ جو آج جنگل ہے اور کسی کو اس سے دلچسپی نہیں مرجع خلائق بن جانے والی ہے ۔اور دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ اس قربانی کرنے والے خاندان سے اللہ تعالیٰ نے وہ انسان پیدا کرنا ہے جس نے دنیا کو حقیقی اور بامقصد قربانی کے طریق سکھانے ہیں۔جس نے اپنی قربانی کی ایسی مثالیں قائم کرنی تھیں جو نہ دنیا نے اس سے پہلے دیکھی اور نہ اس کے بعد دیکھ سکتی ہے۔وہ کامل اسوہ حسنہ ہے۔ کامل نمونہ ہے ۔جس کا اوڑھنا بچھونا ،مرنا جینا ،صرف اور صرف خداتعالیٰ کے لئے ہے۔مالی قربانی کی مثالیں ہیں، جان کی قربانی کی مثالیں ہیں۔وقت کی قربانی کی مثالیں ہیں۔عزت کی قربانی کی مثالیں ہیں۔ مال کی قربانی ہے۔ جو گھر میں آتا ہے خدا کی مخلوق کے لئے ، غریبوں کی بھوک مٹانے کے لئے، ضرورتمندوں کے لئے فوری تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جو دینی ضروریات کے لئے خرچ ہے اس کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔صدقہ وخیرات کی بھی کوئی حد نہیں۔ تالیف قلب کا کوئی مقابلہ نہیں۔جانوروں سے بھری ہوئی وادی بغیر کسی فکر کے کھڑے کھڑے ایسے شخص کو تحفہ دے دی جو ابھی (۔) بھی نہیں ہوا اس لئے کہ دنیا (۔) کی حقیقت کو سمجھے، اس مقصد کو سمجھے جو...... اور آنحضرت ﷺ کی آمد کا ہے۔ جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا سوال ہے تو اسلام کے خلاف جنگوں میں آپ ہمیشہ ایسے مقام پر ہوتے تھے جو خطرناک ترین ہوتا تھا۔صحابہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے سب سے زیادہ بہادر اور نڈر اور جان کی پرواہ نہ کرنے والا وہی سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آنحضرت ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا تھا۔بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ہر خطرہ سے بچایا لیکن آپ نے اپنے عمل سے صحابہ کو یہ سبق دے دیا کہ جان کی قربانی پیش کرنی ہے تو یہ طریق ہے اور یہ مقصد ہے کہ .... کے دفاع کے لئے پیش کرو۔اپنی زندگی کو ایک اعلیٰ مقصد کے لئے قربان کرو کہ اسی سے دائمی زندگی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگی کو حقیر شے سمجھو۔

پھر وقت کی قربانی ہے تو وہ بھی آپ کا ہر لمحہ حتی کہ نیند بھی خدا کی یاد میں قربان۔لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے وقت دیا جا رہا ہے۔کوئی وقت ایسا نہیں جو بلا مقصد ضائع ہو۔

پھر عزت ہے تو اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا کے مضمون کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے اپنے جذبات کو اس طرح مسل دیا جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔دنیا نے جذبات کی قربانی کا وہ بلند معیار صلح حدیبیہ کے وقت دیکھا جب رؤیا کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مکّہ تشریف لائے اور وہاں آنے کے باوجود جب دیکھا کہ آج اپنے جذبات کی قربانی میں ہی خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو بظاہر نظر ایسی شرائط پر معاہدہ کرلیا جس سے کمزوری ظاہر ہوتی تھی۔صحابہ بے چین تھے۔حضرت عمرؓ جیسے صائب الرائے اور پختہ ایمان والے بھی جوش میں آنحضرت ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یارسول اللہ کیا آپ اللہ کے سچے رسول نہیں۔صحابہؓ کی زبانیں غم سے گنگ ہیں۔اس دن صحابہ جان کی قربانی دینے کے لئے تو تیار تھے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے بیعت لی تھی لیکن اپنی عزت اور جذبات کی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔لیکن اس رسول، ہاں کامل رسول ، اس کوہ وقار وعظمت رسول جن کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا اور اس کی خاطر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار تھے۔سمجھتے تھے کہ یقیناً مَیں اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا اور سچا رسول ہوں لیکن یہ معاہدہ جو بظاہر ذلت کا باعث لگ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق فتح مبین کی صدائیں دے رہا ہے اور پھر اپنی قربانی کے جانور کی گردن پر چھری پھیر کر جو ظاہری طور پر اس جذباتی قربانی کے اظہار کے لئے ضروری تھا اس کی بھی اعلیٰ ترین مثال آپؐ نے قائم کی۔صحابہ کو اس قربانی نے جھنجھوڑ دیا۔ وہ جو پہلے اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے تیار نہیں تھے وہ بھی آپؐ کی قربانی کرنے کے بعد اس بامقصد قربانی کی حکمت کو سمجھتے ہوئے اپنے جذبات کی قربانی کرنے والے بن گئے۔ پس حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں نے اصل میں وہ قربانیاں کرنے والا انسان پیدا کیا جو انسان کامل کہلایا۔اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے رہتی دنیا تک اپنا اسوہ حسنہ چھوڑ گیا۔(۔)

پس آج کی عید ہمیں یہ معیار سکھانے کے لئے اس اسوہ پر چلنے کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ہے، یاددلانے کے لئے ہے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہے۔ہمیں اپنے عہدوں کی یاددہانی کروانے کے لئے ہے کہ مَیں اپنی جان ، مال،وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔ یہ رسول ﷺ جس نے ہر قسم کی قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں تاکہ اپنی پیدائش کا مقصد پورا کرسکیں، اس رسول ﷺ کے عاشق صادق اور غلام صادق کی جماعت میں ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے۔ پس اٹھیں اور آج یہ عہد کریں کہ (۔) کی عظمت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ، آنحضرت ﷺ کی عزت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ،خداتعالیٰ کی وحدانیت کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لئے ہر اس قربانی کے لئے تیار رہیں گے جس کے لئے مسیح (موعود) کو خداتعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے ۔ان بامقصد قربانیوں کے لئے آج ہر احمدی ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کرے تاکہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے اپنی تاریخ کے گزشتہ قریباً ایک سوبیس سال میں اپنی بامقصد قربانیوں کو جو جان کی صورت میں بھی ہیں، مال کی صورت میں بھی ہیں ، وقت کی صورت میں بھی ہیں اور عزت وجذبات کی قربانی کی صورت میں بھی ہیں کبھی کم نہیں ہونے دیا۔آج بھی یہ عہد کریں کہ ان قربانیوں کی لَو کو نہ ہم کبھی اپنے دلوں سے بجھنے دیں گے اور نہ ہی اپنی نسلوں کے دلوں میں بجھنے دیں گے۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہی ہمارا مقصد ہوگا۔اور اس کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ہم اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُسوہ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں گے۔

گزشتہ دنوں مَیں قادیان کے لئے یہاں سے نکلا تھا لیکن ابھی ہندوستان کے سفر پہ ہی تھا جو جنوبی ہندوستان کا سفر تھا،اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سفر بھی جو دو ہفتے کا تھا بڑا کامیاب رہا،لیکن قادیان پہنچنے سے پہلے ہی ایسے حالات پیدا ہوئے کہ دہلی سے واپس آنا پڑا اور مجھے ایک بہت مشکل فیصلہ کرنا پڑا۔لیکن جماعت کے مفاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں سمجھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا۔اس کے بعد کئی لوگوں نے مجھے لکھا۔ ہر احمدی اپنے اپنے ذوق کے مطابق (بات) کرتا ہے ....

بہرحال نہ تو مَیں یہ کہتا ہوں نہ یہ میرا مقام ہے۔نہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اس واقعہ پر کسی طرح بھی چسپاں ہوتا ہے۔جس طرح مَیں نے کہا کہ ہر ایک کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ احمدی بھی اس کے مطابق مثالیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتائج کامیابی کی صورت میں نکالے ۔کیونکہ یہاں چسپاں کرنے کی جو بات ہے، جب ایک موقع پر چسپاں کرتے ہیں تو پھر یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلے گا، یا اسی عرصہ میں نتیجہ نکلنا چاہئے۔اور پھر کمزور ایمان والے ٹھوکر بھی کھا سکتے ہیں۔نتیجہ تو اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ تعالیٰ نکالنا ہی ہے اور بہتر نکالے گا کیونکہ حضرت مسیح موعود سے وعدہ ہے لیکن وہ بہتر جانتا ہے کہ کب یہ نتیجہ نکالنا ہے۔پس اگر کوئی مشابہت ہے تو ہمیں اس کے نتیجہ کی مشابہت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ لیکن بہرحال یہ ضرور ہے کہ جو جذبات کی قربانی قادیان کے احمدیوں نے اور پاکستان کے ان احمدیوں نے دی جو ویزے حاصل کر چکے تھے اور جلسہ پر آنے کا اور مجھ سے ملنے کا ان کو بہت اشتیاق تھا وہ یقیناً قابل قدر ہے۔لیکن اس کے ساتھ مَیں کہوں گا کہ حدیبیہ کے واقعہ کے بعد جیسے مَیں نے پہلے بھی اشارہ کیا صحابہ نے جو نمونہ دکھایا اس کا ہم احتراماً ضرور تتبع کر سکتے ہیں کہ اس جذباتی اور بعض لوگوں کے خیال میں عزت کی قربانی کی وجہ سے صحابہ کی جو دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوئی تھی وہ سلوک اپنے پر لاگو کریں۔اپنی آہیں اور فریادیں اور بکائیں اس زور سے اور تڑپ سے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں کہ خداتعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں اور ہماری عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ہر مخالف اور دشمن کے شر کو الٹا دے اور ہمارے لئے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ راستے کی تمام روکیں اور مخالفین کی تمام کوششیں اور مکر کرنے والوں کے تمام مکر خس وخاشاک کی طرح اڑ جائیں۔ ہمارے جلسے ربوہ، پاکستان میں بھی ہوں۔ ہندوستان میں بھی ہماری رونقیں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی پہلے سے بڑھ کر برسات ہو۔اے ہمارے خدا ہم کمزور اور گنہگار ہیں۔ہم پر ہمیشہ اپنا رحم اور فضل فرما۔ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرما اور ہمیں ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جا۔

اس کے بعد اب عید کی مناسبت سے قادیان کے احمدی جو بڑا انتظار کر رہے تھے اور آج عید پہلے پروگرام کے مطابق وہیں پڑھی جانی تھی ان سب کو مَیں عید مبارک اور محبت بھرا اسلام پہنچاتا ہوں۔ خطوط بھی ان لوگوں کے بہت ساروں کے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل فرمائے گا اور رونقیں بحال ہوں گی انشاء اللہ۔ ربوہ اور پاکستان کے احمدیوں کو بھی عید مبارک اور محبت بھرا سلام۔آپ لوگوں کے درد کو مَیں بھی سمجھتا اور پہچانتا ہوں۔جس دور میں سے آپ گزر رہے ہیں اس دور سے مَیں بھی جب پاکستان میں تھا گزرا ہوں۔اور آج اس سے بڑھ کر ایک دور سے گزر رہا ہوں۔ پاکستان کے احمدی وہ ہیں جنہوں نے ہر طرح کی قربانی کے معیار قائم کئے ہیں اور مسلسل کئے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔جس طرح درویشان قادیان نے ایک لمبا عرصہ کئے،قربانیاں دیں اور قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ان قربانیوں کی قبولیت کے لئے ایک ہی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ لوگ جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ سب کو بھی عید مبارک ہو اور تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی عید مبارک اور محبت بھرا سلام۔جو امن سے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو ہمیشہ امن سے رکھے۔ایسی حالت میں بھی جو امن کی حالت ہے آپ لوگ ہمیشہ اپنی قربانیوں کے جائزے لیتے رہیں اور اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں ہی فتح مبین کے نظارے دیکھنے والے بن جائیں۔

اس کے بعد اب دعا ہوگی۔ دعاؤں میں واقفین زندگی، جماعت کے کارکنان، خدمت گار، واقفین نو، مالی قربانیاں کرنے والے یا کسی بھی رنگ میں جو قربانیاں کرنے والے ہیں، ان سب کو، تمام جماعت کو یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 نومبر 2009ء)

مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب

قرآن مجید کی بے مثل خصوصیات

حضرت رسول اکرم ﷺ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب سارے جزیرہ نما عرب میں فُصحائے عرب کا غلغلہ برپا تھا۔عرب شعراء و ادباء اپنی فصاحت و بلاغت کے دریا بہا رہے تھے ۔شعر و ادب کے اکھاڑے جمتے تھے اور نامور شاعر و ادیب بڑے طنطنہ اور طمطراق کے ساتھ خم ٹھونک کر میدان میں اُترتے تھے اور دادِ فصاحت وصول کرتے تھے اور اس میں شک بھی کیا ہے کہ اُن کی فصاحت و بلاغت اُس دور کے معیار کے پیشِ نظر فی الواقع قابل داد تھی ۔ یوں تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد شعر و شاعری کے مقابلے ہوتے رہتے تھے۔لیکن عُکاظ کا میلہ بطورِ خاص ان ادبی مجالس اور مقابلوں کے لئے مشہور تھا۔شاعر اور ادیب دور دور سے آتے اور اپنی ادبی موشگافیوں کے مظاہرے کرتے۔مکہ مکرمہ جو اس وقت بھی قبلہ عالمیاں تھا۔وہاں کعبے کی عمارت میں عربی زبان کے سات مشہور عالم قصیدے لٹکے رہتے تھے جو ’’سبع معلقات‘‘ کے نام سے مشہور تھے اور خطہ عرب کے سات چنیدہ اور نامور شعراء کی ادبی بلند پروازیوں کے شاہکار تھے۔غرض خطہ عرب بالخصوص مکہ مکرمہ کا ماحول بلند پایہ شعر و شاعری کا گہوارہ تھا۔کہیں ولید بن مغیرہ کی شاعری کا طوطی بولتا تھا اور کہیں عقبہ بن ربیع کا ڈنکا بجتا تھا۔یہی زمانہ تھا جب غار حرا سے ابدی صداقت کا سورج طلوع ہوا۔اس خورشید عالمتاب کے طلوع کے ساتھ ہی وہ تمام چراغ خود بخود مدھم اور ماند پڑ گئے اور فصحائے عرب اپنی مایہ ناز بیاضیں بغلوں میں داب کر گوشہ نشیں ہو گئے۔

وہ جو ادبی سٹیجوں کے شہنشاہ کہلاتے تھے ان کی شہنشاہی کو ایک اُمی نے خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا۔ان کی فصاحت اور بلاغت کے دریا تیز بہتے بہتے اچانک رک گئے تھے اور شعر و ادب میں اُن کی پرانی اجارہ داری یک لخت ختم ہو گئی تھی پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ خاموشی کے ساتھ ایک شکست فاش کو تسلیم کر لیتے چنانچہ عقبہ بن ربیع جو عرب کا نامور شاعر و ادیب تھا اس نے اپنے ثنا خوانوں کی انگیخت پر یہ پروگرام بنایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جائے اور اپنی فصاحت اور بلاغت سے آپ کو مرعوب کرے اور اپنے کلام کا تفوق تسلیم کرائے وہ اپنے لسانی فہم کا زعم و ناز دل میں لئے کچھ ادبی نکات و فقرات کی جگالی کرتا ہوا آپؐ کے پاس پہنچا۔ایک بڑی بلند پایہ تقریر کی ۔آنحضرت ﷺ نے اس تقریر کے جواب میں بسم اللّٰہ ...... پڑھ کر سورۃ حٰم سجدہ کی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔حٰم تَنزِیلٌ مِنَ الرحمن الرحیم ...... خَلَقَھُنّ تک پڑھتے چلے گئے یعنی یہ کتاب خدائے رحمٰن و رحیم کی طرف سے بنائی گئی ہے......تم چاند اور سورج کو سجدہ نہ کرو بلکہ سورج اور چاند کے عظیم خالق کو سجدہ کرو۔

عقبہ حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر آسمانی کلام کو سنتا رہا جس کے سامنے اس کی ساری زمینی فصاحت دَب کر رہ گئی۔وہ خاموشی سے اُٹھا اور اپنی قوم کے ان ثنا خوانوں کے پاس پہنچا جو اس یقین سے لبریز اور مطمئن تھے کہ عقبہ ابھی آ کر اپنی فتح کی خوشخبری سنائے گا لیکن اُس کے لٹکے ہوئے مایوس زدہ چہرے کو دیکھ کر ان کی امیدوں پر موت وارد ہو گئی اور جب اس نے روئیداد یوں بیان کی:

’’خدا کی قسم آج میں نے وہ کلام سنا ہے کہ ویسا کلام کبھی نہ سنا تھا وہ کلام جو محمدؐ نے سنایا ہے وہ نہ تو شعر ہے نہ کہانت اور نہ سحر ہے اور نہ شعبدہ۔لیکن اے قریش! میری بات مانو۔اس شخص کے راستے سے ہٹ جاؤ اور اُسے آسمانی صداقت کی تبلیغ سے نہ روکو۔خدا کی قسم! جو کلام میں نے سُنا ہے وہ اتنا بلند پایہ اور بے مثل ہے کہ اس کی عظمت قائم ہو کر رہے گی۔‘‘ ولید بن مغیرہ جو شعر و ادب میں ایک سند مانا جاتا تھا۔قرآن مجید کے جذب و اثر کا شہرہ سُن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور آپؐ سے درخواست کی کہ قرآن کریم کا کچھ حصہ سنائیں۔آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:اِنَّ اللّٰہ یامُرُ بِالعدلِ وَ الاِ حسان ...... ۔اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔وہ ولید جس نے ساری عمر اپنی فصاحت و بلاغت کا سارا زور تعلّیوں اور خودنمائیوں پر صرف کیا تھا۔ اس نرم و لطیف اور محبت آمیز کلام کو سن کر دم بخود رہ گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا:’’خدا کی قسم! مجھ سے زیادہ نظم، رجز اور شاعری کی دوسری اصناف کو جاننے والا تم میں سے ایک بھی نہیں لیکن قرآنی کلام کی صنف ایک بالکل نرالی اور مؤثر شئی ہے جو اس قدر بلند ہے کہ شعر و ادب کی تمام اصناف سے فائق ہونے کا جائز حق رکھتی ہے۔‘‘

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

اب سے پندرہ صدیاں قبل جب عرب میں بڑے بڑے نامور اور سرکردہ شاعر و ادیب تھے تب قرآن کریم نے یہ کھلا چیلنج دیا تھا اور ساری دنیا کو غیرت دلائی تھی کہ اے لوگو! اے ساری دنیا کے لوگو! اگر تمہیں اس قرآن کے کلامِ خدا ہونے میں کچھ شک ہے تو تم اس کلام کی مثل لاؤ اور تمہیں اجازت ہے کہ اپنے تمام اکابر اور معبودوں اور دوستوں کی مدد حاصل کر لو۔لیکن اگر تم اس کی مثل نہ لا سکو اور یاد رکھو کہ تم سب اے مخالفین اسلام! سالہا سال گزر جائیں گے قرنہا قرن گزر جائیں گے تم اور تمہارے معبود قیامت تک اس کی ایک سورۃ کی مثل بھی نہ لا سکو گے۔قرآن پاک کا یہ چیلنج آج بھی تازہ ہے اور 15 سو سال گزرنے پر بھی لاجواب ہے اور قیامت تک لاجواب رہے گا۔

حفاظت قرآن

قرآن پاک کو نازل کرنے والی عظیم و برتر ہستی نے ایک وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس کی ہر جہت سے حفاظت فرمائے گا لفظی بھی اور معنوی بھی۔چنانچہ فرمایا: اِنَّا نَحنُ نَزَلناَ الذِکرَ......اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے ہر زمانے میں پورا ہوا اور یومِ آخرت تک پورا ہوتا رہے گا۔ یہ شرف صرف اور صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے۔کہ یہ تیس پاروں کی آسمانی بے مثل کتاب ہر دور میں لاکھوں لاکھ سینوں میں محفوظ رہی اور کاغذوں پر ہی نہیں دلوں پر بھی لکھی جاتی رہی۔ اتنی بڑی کتاب کو ایک ایک زیر، زبر، پیش اور مدّ کے ساتھ ہر دور میں لکھوکھہا فرزندانِ اسلام کا حفظ کرنا جہاں ایک طرف اہلِ اسلام کی کلامِ مجید سے محبت و عشق کا اظہار کرتا ہے۔وہاں ایک معجزہ بھی ہے کہ جس کی مثل دنیا کا کوئی بھی مذہب لانے سے قاصر ہے ۔چودہ صدیوں کا ایک ایک دن اس امر پر شاہد ہے کہ کاتب، قاری، حافظ اور علماء ایک دینی شوق اور مذہبی عشق کے ساتھ ہمیشہ اس کی لفظی اور معنوی حفاظت پر کمربستہ رہے۔ چنانچہ نامور مُستشرق میور کا اعتراف ہے کہ ’’جہاں تک ہماری معلومات ہیں، دنیا بھر میں ایک بھی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح 14 صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو‘‘۔

مقام ابراہیم علیہ السلام اور خانہ کعبہ

ازافاضات حضرت مصلح موعود

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واتحذوا من مقام ابراھیم۔

ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (البقرہ آیت126)

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود) سورۃ البقرہ آیت126 کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’مقام ابراہیمؑ کعبہ کے پاس ایک خاص جگہ ہے۔ جہاں طواف بیت اللہ کے بعد مسلمانوں کو دوسنتیں پڑھنے کا حکم ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ کے بعد اس جگہ شکرانہ کے طور پر نماز پڑھی تھی اور اس سنت کو جاری رکھنے کے لئے وہاں 2 رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت میں جس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عبادت اور فرمانبرداری کے جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے تم بھی اُسی مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرنے کی کوشش کرو۔لوگ غلطی سے مقام ابراہیمؑ سے مراد صرف جسمانی مقام سمجھ لیتے ہیں۔حالانکہ ابراہیمؑ کا اصل مقام وہ مقام اخلاص اور مقام تقویٰ تھا جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھی اسی طرح سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اور اُسی رنگ میں دین کے لئے قربانیاں بجا لاؤ جس رنگ میں ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس رنگ میں ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے لئے قربانیاں کیں۔پس یہاں مقام ابراہیمؑ سے مراد کوئی جسمانی مقام نہیں بلکہ روحانی مقام مراد ہے۔یعنی ابراہیمؑ نے جس اخلاص اور جس محبت اور جس تقویٰ اور جس انابت الی اللہ سے نیکیوں میں حصہ لیا تھا تم بھی اُسی مقام پر کھڑے ہو کر ان نیکیوں میں حصہ لو تا کہ تمہیں بھی ابراہیمی مقام حاصل ہو۔اگر مقام ابراہیمؑ کو مصلّٰی بنانے کے یہی معنے ہوں کہ ہر شخص اُن کے مصلّٰی پر جا کھڑا ہو۔تو یہ تو قطعی طور پر ناممکن ہے۔اول تو یہ جھگڑا رہتا کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہاں نماز پڑھی تھی یا وہاں اور اگر بالفرض یہ یقینی طور پر پتہ لگ بھی جاتا کہ انہوں نے کہاں نماز پڑھی تھی تو بھی ساری دنیا کے مسلمان وہاں نماز نہیں پڑھ سکتے۔صرف حج میں ایک لاکھ سے زیادہ حاجی شامل ہوتے ہیں اگر جلدی جلدی بھی نماز پڑھی جائے تب بھی ایک شخص کی نماز پر دو منٹ صرف آئیں گے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک گھنٹہ میں تیس اور چوبیس گھنٹے میں سات سو بیس آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں اب بتاؤ کہ باقی جو 99280 رہ جائیں گے وہ کیا کریں گے اور باقی مسلم دنیا کے لئے تو کوئی صورت ہی ناممکن ہوگی۔پس اگر اس حکم کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔

لہٰذا مقام ابراہیمؑ سے مراد دنیا کے تمام اہم مقامات اور شہروں میں ایسے ...... مراکز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو خانہ کعبہ کی ظلیت میں اشاعت (حق) کے مراکز ہوں اور جہاں بیٹھ کر عبادت الٰہی کو قائم کیا جائے اور توحید کی اشاعت کی جائے۔

خانہ کعبہ

پھر حضور فرماتے ہیں:

خانہ کعبہ کیا ہے۔ ایک گھر ہے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف ہے۔مگر ظاہر ہے کہ ساری دنیا کے انسان خانہ کعبہ میں نہیں جا سکتے۔پس جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے ابراہیمؑ کی نقلیں دنیا میں پیدا ہوں اسی طرح وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم خانہ کعبہ کی نقلیں بناؤ۔جس میں تم اور تمہاری اولادیں اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کر کے بیٹھ جائیں جس طرح وہ لوگ جو ابراہیمؑ کے نمونہ پر چلیں گے ابراہیمؑ کی اولاد اور اس کا ظل ہوں گے۔اسی طرح یہ نسلیں خانہ کعبہ کی اولاد ہوں گی۔خانہ کعبہ کی ظل اور اُس کا نمونہ ہوں گی۔اور حقیقت ہے کہ جب تک خانہ کعبہ کے ظل دنیا کے گوشہ گوشہ میں قائم نہ کر دیئے جائیں اُس وقت تک دین کبھی پھیل ہی نہیں سکتا۔پس فرماتا ہے کہ اے بنی نوع انسان ہم تم کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تم بھی ابراہیمی مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرو یعنی ایسے مراکز بناؤ جو دین کی اشاعت کا کام دیں کیونکہ اس کے بغیر (دین) کی کامل اشاعت کبھی نہیں ہو سکتی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم، صفحہ 168 تا170)

(مرسلہ: چوہدری شوکت علی صاحب)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم اطہر احمد طاہر صاحب معلم سلسلہ وقف جدید احمد آباد سٹیٹ ضلع عمر کوٹ تحریر کرتے ہیں۔

نوشیروان احمد ابن مکرم مقصود احمد صاحب گوٹھ غلام حیدر ضلع عمر کوٹ نے بعمر 10 سال قرآن پاک ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی ہے۔ جس کی تقریب آمین مورخہ 25/اگست 2014ء کو منعقد ہوئی۔ مکرم وجاہت احمد قمر صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید ارشاد نے بچے سے قرآن پاک سنا اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو باقاعدگی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرنے، اس کی تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ولادت

مکرمہ شوکت اسد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسد محمود صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری نند مکرمہ حناء طارق صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اظہر ڈین صاحب آف لندن کو خدا تعالیٰ نے مورخہ 2/اپریل 2014ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام ضحیٰ زینب تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم محمد رفیق طارق صاحب کی نواسی اور مکرم محمد ڈین صاحب مرحوم کی پوتی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو درازی عمر والی، نیک، صالحہ، خادمہ دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب نائب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ممانی مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ بیوہ مکرم چوہدری محمود احمد ساہی صاحب دارالنصر غربی اقبال ربوہ مورخہ 20 ستمبر 2014ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اچانک وفات پا گئیں، آپ کی نماز جنازہ مورخہ 22 ستمبر کو بعد نماز ظہر عطاء البصیر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعد تدفین خاکسار نے دعا کروائی۔ چند ماہ قبل آپ کے خاوند وفات پا گئے تھے۔ مرحومہ بہت سی اعلیٰ صفات کی حامل تھیں، خود بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں، پابند صوم وصلوٰۃ اور ملنسار خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنی یادگار ایک بیٹے مکرم نوید احمد ساہی صاحب (جو نیروبی سے تدفین سے قبل پہنچ گئے تھے)، دو بیٹیاں مکرمہ نبیلہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن گورایہ صاحب اور مکرمہ نادیہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم زاہد احمد چیمہ صاحب جرمنی، چار پوتیاں، دو نواسیاں اور دو نواسے چھوڑے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فری میڈیکل کیمپس

کسوموں کینیا

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر کسوموں کینیا تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 21 اکتوبر 2014ء کو Soy, Eldoret کے مقام پر فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا۔ جو صبح 10:45 سے شام 4:50 تک رہا۔ اس دوران 124 مریضوں کو مفت ادویات کی فراہمی اور طبی مشورے دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیمپ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

کانو نائیجیریا

محترم ڈاکٹر مدثر احمد صاحب واقفِ زندگی انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر کانو نائیجیریا تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 21 ستمبر 2014 کو کانو سے 94 کلومیٹر دور واقع Kibiya کے مقام پر ایک میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس سے 275 مریضوں نے استفادہ کیا۔ ہماری اس کاوش پر اُس علاقہ کے لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ مقامی سربراہ سے بھی ملاقات ہوئی جس نے جماعت کی کوششوں کی بہت تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(مرسلہ: سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

درخواست دعا

مکرم داؤد احمد کاہلوں صاحب دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چچا مکرم مشتاق احمد کاہلوں صاحب خیابان جانباز ڈیفنس کراچی علیل ہیں اور ICU سٹی ساؤتھ ہسپتال کراچی میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

COLIC REMEDY

پیٹ درد، گردہ کا درد، اپنڈکس کا درد اور نفخ شکم کے لئے

بفضل خدا نہایت مفید۔ قیمت 40 روپے

بھٹی ہومیوپیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ

0333-6568240

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔ اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔ کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔ اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔ خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔ جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔ کالی سیاہی استعمال کی جائے۔ کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔ تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی از خود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔ اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔ جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کر لیا جائے تا کہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جا سکے۔ اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس، فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

9۔اکتوبر2014ء

12:30 am قصص الانبیاء
1:30 am دینی وفقہی مسائل
2:05 am کڈز ٹائم
2:50 am مناسک حج
2:50 am خطبہ جمعہ فرمودہ 26دسمبر 2008ء
4:00 am انتخاب سخن
5:05 am عالمی خبریں
5:25 am تلاوت قرآن کریم
5:45 am الترتیل
6:30 am حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ یوکے
7:45 am قصص الانبیاء
8:50 am فیتھ میٹرز
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
11:30 am یسرناالقرآن
11:50 am بیت الغفور کا افتتاح 18مارچ2012ء
1:05 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:05 pm ترجمۃ القرآن کلاس 12نومبر1997ء
3:15 pm انڈونیشین سروس
4:15 pm پشتو مذاکرہ
5:05 pm تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:25 pm یسرناالقرآن
5:55 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 3۔اکتوبر2014ء (بنگلہ ترجمہ)
8:05 pm حیات مسیح
8:55 pm فارسی سروس
9:25 pm ترجمۃ القرآن کلاس
10:35 pm یسرناالقرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm بیت الغفور کا افتتاح

10۔اکتوبر2014ء

5:15 am عالمی خبریں
5:35 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
6:05 am یسرناالقرآن
6:25 am بیت الغفور کا افتتاح 18مارچ2012ء
7:45 am جاپانی سروس
8:40 am ترجمۃ القرآن کلاس 12نومبر1997ء
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
11:25 am یسرناالقرآن
11:55 am بیت امن کا افتتاح 4مارچ2012ء
12:55 pm سرائیکی سروس
1:20 pm راہ ہدیٰ
2:55 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm دینی وفقہی مسائل
4:35 pm درس حدیث
5:00 pm خطبہ جمعہ Live
6:15 pm سیرت النبی ﷺ
7:00 pm تلاوت قرآن کریم
7:10 pm یسرناالقرآن
7:35 pm Shotter Shondhane
8:40 pm دعائے مستجاب
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
10:30 pm یسرناالقرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm بیت الامن کا افتتاح

11۔اکتوبر2014ء

12:20 am ریئل ٹاک
1:20 am دینی وفقہی مسائل
2:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
3:20 am راہ ہدیٰ
5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:40 am یسرناالقرآن
6:10 am بیت الامن کا افتتاح
7:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
8:20 am راہ ہدیٰ
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
11:30 am الترتیل
12:00 pm حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ یوکے 26جولائی 2008ء
1:00 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm سوال وجواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:05 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
5:20 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm الترتیل
6:00 pm انتخاب سخن Live
7:05 pm بنگلہ سروس
8:05 pm سپاٹ لائیٹ
9:00 pm راہ ہدیٰ Live
10:35 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:25 pm جلسہ سالانہ یوکے

12۔اکتوبر2014ء

12:30 am فیتھ میٹرز
1:30 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:00 am راہ ہدیٰ
3:35 am سٹوری ٹائم
3:50 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
5:05 am عالمی خبریں
5:25 am تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
5:50 am الترتیل
6:20 am حضور انور کا خطاب جلسہ سالانہ یوکے
7:25 am سٹوری ٹائم
7:45 am خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
8:55 am سپاٹ لائیٹ
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم درس حدیث
11:30 am یسرناالقرآن
12:00 pm گلشن وقف نو
1:05 pm فیتھ میٹرز
2:05 pm سوال وجواب
3:00 pm عصر حاضر Live
4:05 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 30۔اگست 2013ء (سپینش ترجمہ)
5:00 pm تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:30 pm یسرناالقرآن
6:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر2014ء
7:05 pm Shotter Shondhane
8:10 pm گلشن وقف نو
9:20 pm رفقائے احمد
10:00 pm کڈز ٹائم
10:30 pm یسرناالقرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:25 pm گلشن وقف نو

وردہ فیبرکس
کرتے ہی کرتے عید کولیکشن
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل

سیل۔ سیل۔ سیل
عید کے موقعہ پر سیل جاری ہے۔
لیڈیز برقعہ اور کوٹ کی نئی ورائٹی بھی دستیاب ہے
رشید بوٹ ہاؤس
گولبازار ربوہ فون نمبر: 0476213835

ربوہ میں طلوع وغروب 2۔اکتوبر

طلوع فجر	4:41
طلوع آفتاب	6:00
زوال آفتاب	11:58
غروب آفتاب	5:55

ایم ٹی اے کے آج کے پروگرام

2۔اکتوبر2014ء

6:25 am حضورانور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ کینیڈا
9:55 am لقاء مع العرب
12:00 pm بیت طاہر کا افتتاح 11فروری2012ء
2:00 pm ترجمۃ القرآن کلاس
9:15 pm ترجمۃ القرآن کلاس
11:30 pm الحوار المباشر Live

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد، طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

اہل ربوہ کے لئے خوشخبری
بسم اللہ فیبرکس
آگیا جی آگیا کاٹن لیلن میلہ 2014/2015 آگیا
نیز فینسی ریشمی سوٹوں کے نت نئے ڈیزائن
چیمہ مارکیٹ ربوہ: 0300-7716468

ضرورت پرنسپل
ہمیں اپنے ادارے سٹی پبلک سکول فار بوائز کیلئے کوالیفائیڈ تجربہ کار، محنتی اور وقف کی روح کے ساتھ کام کرنے والے پرنسپل کی ضرورت ہے۔ خواہشمند مرد حضرات اپنی درخواستیں چیئرمین سٹی پبلک سکول کے نام لکھ کر سکول کے دفتر میں 15/اکتوبر2014ء تک جمع کروادیں۔
سٹی پبلک سکول ربوہ
047-6214399,6211499

رابطہ: مظفر محمود
Ph:042-5162622, 5170255, 5176142
Mob:0300-8446142
محمود موٹرز
نئی و پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
عمار سعید: 0300-4178228
555-A Maulana Shokat Ali Road
Faisal Town, LAHORE.

FR-10